آخرکار ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو فیصلہ سنایا کہ: ''قادیانیت کے دونوں گروہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں''۔

زیرنظر کتاب پاکستان کے بزرگ اور باخبر صحافی جناب سعود ساحر نے مرتب کی ہے۔ اس کتاب کا سب سے دل چسپ اور آنکھیں کھول دینے والا حصّہ اس بحث پر مشتمل ہے، جو پاکستان کی پارلیمانی عدالت میں سوال و جواب کی صورت میں ہوئی۔ دراصل یہی بحث قادیانیت کی حقیقت کو پاکستان کے دستور سازوں کے سامنے بے نقاب کرنے کا ذریعہ بنی ہے۔

یہ نہایت افسوس ناک بات ہے کہ ۱۹۷۴ء سے اب تک اس بحث کو سرکاری طور پر شائع نہیں کیا گیا۔ اس سے قبل اس بحث کے متعلقہ مکالمات کو مولانا اللہ وسایا صاحب نے تحریک ختمِ نبوت ۱۹۷۴ء (جلد دوم، صفحات: ۲۴۴۲) کے عنوان سے شائع کیا تھا، جس پر ترجمان القرآن (اپریل ۱۹۹۵ء) میں تبصرہ کیا گیا تھا۔ زیرتبصرہ کتاب کے مرتب نے بھی انھی متذکرہ مکالمات کو اپنے ذرائع سے حاصل کر کے زیرنظر کتاب مرتب کی ہے، لیکن انھوں نے محض مکالمات نہیں بلکہ بحث کی کیفیات، اُتار چڑھاؤ، تلخی تُرشی کو بھی قلم بند کیا ہے۔ اس سے اس مسئلے کی جزئیات واضح ہو کر سامنے آتی ہیں۔ جناب سعود ساحر کی یہ خدمت قابلِ تحسین ہے، تاہم ہمارا بنیادی مطالبہ یہی ہے کہ اس پوری کارروائی کو سرکاری طور پر اسپیکر آفس کی طرف سے شائع کیا جانا چاہیے۔ جو حیثیت و اہمیت اُس دستاویز کو حاصل ہوگی، وہ کسی دوسرے ذریعے سے حاصل کردہ معلومات کو حاصل نہیں ہوسکتی۔ بلاشبہہ سعود صاحب یا اللہ وسایا صاحب کی کتب میں شائع کردہ مکالمات درست ہیں، مگر ان کی حیثیت پرائیویٹ دستاویز کی ہے۔

گذشتہ دورِ حکومت میں قومی اسمبلی کی اسپیکر ڈاکٹر فہمیدہ مرزا نے ۱۰؍اپریل ۲۰۱۱ء کو اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ وہ اس کارروائی کو 'خفیہ دستاویزات' کے سرد خانے سے نکال کر شائع کریں گی، اور انھوں نے یہ کارروائی چھپوا بھی لی تھی، مگر وہ اسے عوام الناس کے لیے شائع نہ کرسکیں۔ ایسا کیوں ہے؟ یہ صورتِ حال پاکستان کے عوام کی حق تلفی، قادیانیت کی طرف داری اور دستورِ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی روح سے متصادم رویے کی غماز ہے۔ (سلیم منصور خالد)

علامہ اقبال: شخصیت اور فکروفن، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔ ناشر: اقبال اکادمی پاکستان، ایوانِ اقبال، لاہور، فون: ۳۶۳۱۴۵۱۰-۰۴۲۔ صفحات: ۳۲۴ (مع اشاریہ)۔ قیمت: ۶۰۰ روپے۔

علامہ اقبال کا شمار ان اکابر میں ہوتا ہے جنھوں نے مسلمانانِ برعظیم کو غلامی کی گہری نیند سے

بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں: شاعر، مفکر، فلسفی، سیاست دان، قانون دان وغیرہ ۔ اس سلسلے میں سیکڑوں کتابیں لکھی گئی ہیں اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔ اکادمی ادبیاتِ پاکستان نے ۱۹۹۰ء میں 'پاکستانی ادب کے معمار' کے عنوان سے ممتاز تخلیق کاروں پر ایک ایک کتاب شائع کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ زیرنظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس بارے میں اکادمی ادبیات کے صدرنشین افتخار عارف لکھتے ہیں: ''یہ کتاب نام وَر اقبال شناس، ممتاز تنقید نگار اور محقق پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے اکادمی ادبیات پاکستان کے لیے تحریر کی ہے۔ہم ان کے تہِ دل سے شکرگزار ہیں۔ انھوں نے علامہ محمد اقبال کے حوالے سے تحقیقی اور تنقیدی نوعیت کا امتیازی اختصاص کے ساتھ بے حد وقیع کام کیا ہے''۔

زیرنظر کتاب بقول مصنف: ''اقبال کے عام قاری کے لیے ہے--- جو اقبال کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتا''۔ فی الحقیقت یہ کتاب اقبال کا تعارف ایک منفرد انداز میں کراتی ہے۔ اسے پڑھتے ہوئے اقبال اپنی خوبیوں اور کمزوریوں، یعنی پوری شخصیت کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔ یہ کتاب قاری کو سوانح اقبال کے بہت سے گوشوں سے شناسا کراتی ہے۔اس میں اقبال کے آباواجداد، اساتذہ، عملی زندگی، سیاسی سرگرمیوں، ملکی اور غیرملکی دوروں اور آخری زمانے کی طویل علالت کے دنوں کے اہم واقعات کا احاطہ کیا گیا ہے، نیز اس میں اقبال کی فکریات سمجھنے کے لیے ان کے ملفوظات اور افکار و تصورات کا تذکرہ بھی آگیا ہے۔

مصنف کا اسلوب سادہ، رواں اور دل کش ہے۔ (فیاض احمد ساجد)

سیّد مودودیؒ: مفکر، مجدد، مصلح، علامہ یوسف القرضاوی۔ ترجمہ: ابوالاعلیٰ سیّد سبحانی۔ ناشر: منشورات، منصورہ، لاہور۔ فون: ۳۵۲۵۲۲۱۱-۰۴۲۔ صفحات: ۱۳۶۔ قیمت: ۱۲۰ روپے۔

علامہ یوسف القرضاوی کا شمار موجودہ زمانے کے چوٹی کے علما میں ہوتا ہے۔ عالمی حالات، اُمتِ مسلمہ کے مسائل اور جدید موضوعات پر ان کی گہری نظر ہے۔ اس طرح وہ فکری اور عملی دونوں میدانوں میں سرگرمِ عمل ہیں۔ علّامہ القرضاوی کو مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی [۱۹۰۳ء-۱۹۷۹ء] سے بہت محبت اور عقیدت ہے (یاد رہے، مولانا مودودی کی نمازِ جنازہ انھی نے پڑھائی تھی)۔